بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدّام الدّین** لاہور

جلد		شمارہ
۷	۷ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء	۳۳

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ۔ گیارہ روپے   ششماہی۔ چھ روپے
سہ ماہی۔ تین روپے   فی پرچہ۔ چار آنے

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

چٹ پر سُرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

مُسلمانوں کا عُروج وزوال

دشمنانِ اسلام کے ہتھکنڈے

پیغمبروں کی ضرورت

یہ بات تقریباً مسلّمہ امر ہے کہ آنکھوں، کانوں اور حواس ظاہری سے جو اشیاء نہیں معلوم کی جا سکتیں اُن کا علم مادی ذرائع سے نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ روح ہی کو لیجئے کہ اس کا وجود مسلّم ہے۔ کسی عقلمند کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کے تعلق کا نام حیات اور انقطاعِ تعلق یا کمی تعلق کا نام عرفاً موت ہے مگر اہل عالم باوجود انتہائی مادی ترقی اور سائنسی برتری کے اس بارہ میں ابھی وہیں کھڑے ہیں۔ جہاں چودہ سو سال پہلے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ روح کیا چیز ہے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (آپ جواب دے دیجئے کہ روح تو میرے پروردگار کا امر ہے اور تمہیں تو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے) اللہ والوں کو چھوڑ کر جنہوں نے باطنی حواس چمکائے۔ اور سالہا سال بحرِ لطافت و معانی میں غوطے لگاتے رہے۔ کہ وہ روحانی دنیا سے مناسبت پیدا کر لیتے ہیں۔ باقی دنیا والے نہ روح کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی بدن کے ساتھ اس کے تعلق کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں۔ بعینہٖ اس طرح جیسے کان سے دیکھ نہیں سکتے اور آنکھ سے سن نہیں سکتے اسی طرح روحانی دنیا کا ادراک مادی اور جسمانی ذرائع سے نہیں کیا جا سکتا۔

اس لئے روحانی بلندی، باطنی صفائی مابعدالموت کے حالات کے سنوارنے، ابدی حیات حاصل کرنے اور مافوقَ الادراک ہستیٔ باری تعالےٰ سے بشری حد تک ممکن تعارف کرانے کے لئے نیز اس کی رحمت و نصرت حاصل کرنے کے اسباب بتانے کے لئے خدائے ذوالجلال والاکرام نے ہی اولاد آدم کو یہ شرف بخشا کہ ان میں سے بعض افراد کو مخصوص صفات و قویٰ عطا فرما کر مندرجہ بالا امور کے سرانجام کرنے اور خلق خدا کو اس شاہراہ پر چلانے کے لئے مقرر فرما دیا جن کو پیغمبر اور رسول کہتے ہیں۔ ان کے وجود اور ضرورت سے انکار کرنا انسان کی فضیلت سے انکار کرنا اور اس کو حیوانوں کی صف میں کھڑا کرنا ہے۔ اور ان کو مان کر ان کی تعلیمات پر نکتہ چینی کرنا یا ان کے بتائے ہوئے خدائی پروگرام کو فلاحِ دارین اور انسانی شرف و کرامت کے حقیقی ارتقاء کا ذریعہ نہ سمجھنا حرماں نصیبی کے سوا کچھ نہیں۔

اسلام کا دَورِ عروج

چنانچہ چشم بینا اور دل دانا کے لئے یہی ایک مثال کافی ہے۔ کہ ریگستانی عرب کے خانہ بدوش چرواہوں اور ساربانوں نے جو دنیا بھر کے مفاسد میں مبتلا اور سب سے پس ماندہ تھے۔ آنکھیں بند کر کے اللہ تعالےٰ کے سچّے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی شاہراہ پر چلنا شروع کیا تو چشم زدن میں وہ شتربان

سے جہانبان بن گئے۔ جہالت و ضلالت سے نکل کر وہ علم و ہدیٰ کے سرچشمہ بن گئے۔ مادی دنیا خیرالقرون کے مسلمانوں کی مسلسل فتوحات اور صدیوں تک کی پیہم کامیابیوں اور فیض رسانیوں کا راز نہیں سمجھ سکتی۔ ایران کی سہ ہزار سالہ مجوسی حکومت کے مدبروں، جرنیلوں، بہادروں اور عالموں کی رسائی ان اسباب تک نہ ہو سکی جو غلبۂ اسلام کے ضامن تھے۔ روم کی عیسائی سلطنت کے انجیلی علماء اور مسیحی راہب پریشان تھے۔ یورپ بھر کی منظم طاقت کی حمایت کے باوجود عظیم رومی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نابود ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان مبارک سے جو کلمات نکلے تھے کہ جب کسریٰ و قیصر ہلاک ہو گئے تو ان کے بعد دوسرا کسریٰ اور قیصر نہیں ہو سکتے۔ آج قسطنطنیہ کے در و دیوار اس حقیقت کے شاہد عدل ہیں۔ طہران و مدائن کے خشک و تر اور دنیا کے بحر و بر اس پیغمبر اخرالزمان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تصدیق کر رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں نے یورپ والوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ کیا ان کے کارخانے زیادہ تھے۔ کیا وہ فوج زیادہ رکھتے تھے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ بخارا سے لے کر مراکش تک اور کوفہ سے لے کر ملتان تک کو فتح کرنے والے صرف مٹھی بھر عرب تھے۔ اور وہ بھی اس رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے براہ راست صحابہ اور شاگرد نہ تھے۔ بلکہ ان قدسی صفات صحابہ اور ان کے برگزیدہ تلامذہ کے تربیت یافتہ تھے۔ مگر جب تک وہ بحیثیت مجموعی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وفادار اور اسلام پر استوار رہے وہ دنیا کے رہنما، معلم، مربّی اور امام رہے اور اہل باطل کی تمامتر مادی قوت اور تمام روباہ بازیاں ان کے عزائم و ایمان کو کمزور نہ کر سکیں۔

زوال کے اسباب

آخرکار جب خود ان کے اندر پابندئ اسلام کمزور ہونے لگی۔ وہ دینی صلابت و استقامت قائم نہ رہی وہ رجعتِ قہقریٰ سے دوچار ہوئے اور دینی خیالات میں معمولی کمزوری کے راہ پانے سے دشمنان اسلام کا جادو چل گیا۔ تاہم عقیدے اور مذہب کی خاطر ان میں فدا ہونے کا جذبہ موجزن تھا اور حیاتِ جاودانی کے عشق و محبت کی جو آگ ان کے دلوں میں سُلگائی ہوئی تھی اس کی چنگاریاں ابھی سلگ رہی تھیں۔ اس لئے ترک قوم تنہا سارے یورپ کے مقابلہ میں ڈٹی ہوئی تھی۔ اور اورنگ زیب غازی نے علَمِ توحید رنگون سے تاشقند تک لہرا دیا تھا۔ مگر باطل کے کالج کا پرنسپل عزازیل کوئی معمولی شخصیت نہ تھی۔ اس نے اپنے پیدا کرنے والے کی بھی نہ سنی تھی اور اولاد آدمؑ کو گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا تھا۔

چونکہ اسلام کے خلاف اب بھی مسلمان کوئی آواز سننے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے حدیث شریف کے عین مطابق کہ شیطان آدمی کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے جیسے دوران خون کا پتہ نہیں لگتا۔ شیطانی وساوس کا پتہ بھی نہیں چلتا چنانچہ شیطان کا یہ حربہ کام کر گیا۔

شیطان نے اپنی انسان برادری کو استعمال کیا۔ پہلے گھٹنے ننگے کرائے پھر ڈاڑھی منڈوائی پھر ذرا سی بے پردگی سکھائی مگر اس طرح کہ مسلمان بدک نہ جائیں۔ بڑے بڑے لوگوں نے پہلے پہل اپنے نمونے پیش کئے۔ اور مسلمانوں کو آہستہ آہستہ اسلام کے چھوٹے احکام کی خلاف ورزی کا خوگر بنایا۔ پھر بتدریج آگے قدم بڑھایا۔ کافروں کی زبان سکھائی

اس زبان کی قدردانی کی گئی۔ اس پر بڑے بڑے عہدے دئے گئے عوام کو یوں لالچ بھی دیا گیا۔ اور پھر اس زبان کا وہ لٹریچر داخل نصاب کیا گیا جو فرزندانِ اسلام کے لئے گویا نیا ماحول پیدا کرنے کے مترادف تھا۔ اس علمی ماحول نے ہمارے بچوں کو یورپین تہذیب سے مانوس کیا۔ یورپین خوراک و پوشاک کا دلدادہ بنایا۔ ان میں قرآن پاک کے معانی کی نئی نئی تفسیروں کی بحثیں کرنے کا مذاق پیدا کیا گیا۔ پھر شراب کا چسکہ لگایا۔ اور مذہبی آزادی کے پُر فریب اعلان سے ہر عقیدہ کے اختیار کرنے کی اجازت ملی۔ شخصی آزادی کے دھوکہ سے رضامندی کا زنا اور غیر مذہب میں قانونی شادیوں کی بھی اجازت ہو گئی۔ قرآن پاک کے قانون میراث وغیرہ سے بیگانہ کیا گیا۔ اور صلیبی تلوار اور عیسائی تبلیغ جہاں ناکام ہو کر رہ گئی تھی وہاں حکمراں کی جادوگری نے خود مسلمانوں کو اسلامی تعزیرات کے خلاف لب کشائی پر آمادہ کر دیا۔ جہاد کو بڑے بڑے مدعیان تجدید نے صرف دفاعی ضرورت بنایا۔ اور بعضوں نے منسوخ ہی کر دیا۔ بعض اندرونی دلدادگانِ فرنگ نے اسلامی سزاؤں کو وحشت ناک اور بعضوں نے ظلم قرار دیا۔

اب وہ روایتی اسلامی ماحول کو ختم کرنے کے لئے حدیث شریف کا انکار ہے۔ ظاہر ہے کہ ہسٹری آف انگلینڈ اور دوسری روایات جب ایک طالب علم کے ذہن کو متاثر کرتی ہیں بلکہ ایک چھوٹا ناول جب نوجوانوں کے دل و دماغ کو مسموم کر دیتا ہے۔ تو بعینہٖ اسی طرح سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مبارک زندگی اور آپ کے اقوال و ارشادات ہمارے لئے وہ پاک ماحول قائم رکھتے اور ہم پر وہ رنگ چڑھاتے ہیں۔ اب لطائف الحیل سے اس کو ختم کیا جا رہا ہے۔

اس طرح سے ابتدائی صلیبی سازشوں کو چودہ سو سال بعد کامیابی کا موقع ملا۔ وہ اس وقت کہتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں سے کسی طرح اسلام کی اہمیت کم کر دو۔ ان کو معاصی اور خدائی نافرمانی سے ملوث کر دو۔ اللہ کی مدد ان کو چھوڑ دے گی اور ہم ان پر غالب آ سکیں گے۔ آج ہماری کمزوریوں کی اصل وجہ یہی ہے۔ ایک طرف اسلامی احکام کی اہمیت کم ہونے کی وجہ قربانی کا وہ

(باقی صہ۱۸ پر)

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

کوئی رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بنیگی ہاں اعمال صالحہ کی کثرت ہوگی تو وہ نجات کا باعث بنیگی

اس دعویٰ کا ثبوت سنئے

قولہ تعالیٰ (فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)
سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - پھر جب صور پھونکا جائیگا تو اس دن میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی - اور نہ کوئی پوچھیگا پھر جن کا پلہ بھاری ہوا - تو وہی فلاح پائیں گے -

مطلب

مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب نہایت واضح اور صاف ہے - کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا - مگر وہ لوگ نجات پائیں گے - جن کے اعمال صالحہ کا پلہ بھاری ہوگا - اللھم اجعلنا منھم اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی کا رشتہ دار ہوگا - تو محض مقربین الہٰی کی رشتہ داری کی بنا پر نہیں چھوڑا جائے گا - بلکہ اپنے ذاتی اعمال صالحہ کی بنا پر نجات پائے گا وما علینا البلاغ

اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا

قولہ تعالیٰ (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝)
(سورہ مومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا - تو وہی لوگ ہوں گے - جنہوں نے اپنا نقصان کیا - ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے

ایسے لوگوں کے لئے اور عذاب سنئے

قولہ تعالیٰ (تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ (سورۃ المومنون پارہ ۱۸ رکوع ۶

ترجمہ - ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی - اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے -

یعنی

آگ کے جُھلس دینے کے باعث بدشکل ہوں گے -

ایسے سیاہ مونہہ والے بدنصیبوں سے یہ سوال ہوگا

قولہ تعالیٰ (اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے -

وہ بدنصیب دوزخی جواب دینگے

قولہ تعالیٰ (قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ
(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے -

اپنی بدبختی اور گمراہی کا اقرار کرنیوالونکی درخواست

قولہ تعالیٰ (رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝
(سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے - اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دوزخیوں کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ
(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

کیوں نہ بولو

قولہ تعالیٰ (اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ
(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ - میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے - تو ہمیں بخشدے - اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

ان لوگوں کے صبر کے باعث انہیں آج میں جزاء خیر دونگا

ثبوت

قوله تعالیٰ (اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْآ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ بے دینوں سے ایک سوال کریگا وہ یہ ہوگا کہ تم دنیا میں کتنی مدت رہے

ثبوت

قوله تعالیٰ (قَالَ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے۔

ان کا جواب

قوله تعالیٰ (قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں۔

عرضداشت

جب دنیا کی زندگی کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی حقیقت ہے

تو

ہر انسان کو چاہئے کہ دنیا کی زندگی کے بجائے آخرت کی زندگی کی کامیابی کے وسائل زیادہ اپنے نامۂ اعمال میں جمع کرائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے ذکر الٰہی کی فضیلت کے متعلق حدیث بشارت سنا کر وقت کی کمی کی وجہ سے دعا فرمائی اور مجلس برخواست فرما دی۔ تبرک کے طور پر حضرت کے سابقہ مجلسی ارشادات پیش کئے جا رہے ہیں۔ (نائب مدیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

آخرت کی فکر

اللہ تعالےٰ قیامت کے دن مجرموں سے فرمائیں گے۔

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں اس آیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

روزانہ پانچ منٹ یہ سوچا کیجئے کہ ہم امراض روحانی میں تو مبتلا نہیں ہیں۔ قیامت کے دن جو اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ آج ہی کیوں نہ ہم اس کے متعلق سوچیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو دُنیوی تعلقات کا کلوروفارم سُنگھا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے بیوی بچوں اور دوسرے دینوی تعلقات کا تو اس کو بڑا خیال رہتا ہے۔ مگر اپنا خیال نہیں رہتا۔ مرنے کے بعد کلوروفارم کا اثر اُتر جائے گا۔ تو پھر پتہ چلے گا۔ کہ بیوی بچے اور باقی رشتہ دار سب غدار نکلے۔ لیکن اس وقت یہ احساس کچھ فائدہ نہ دے گا ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ حصول رضائے الٰہی اس کے ذرائع دو ہیں۔ (۱) خالق کو بعبادت راضی کرنا۔ (۲) مخلوق کو بخدمت راضی کرنا

یہ سوچا کیجئے۔ کہ مجھ پر کس کس کا حق ہے۔ اور کیا میں ان کا حق ادا کر رہا ہوں۔ سب سے اول اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق فائق ہے۔ کیا میں ان دونوں کا حق ادا کر رہا ہوں۔ اس کے بعد سب سے پہلے والدین کا حق ہے کیا وہ دعائیں دے رہے ہیں۔ یا بد دعائیں۔ بعض بد بخت دوستوں کو تو خوب کھلاتے پلاتے ہیں۔ مگر باپ کو پوچھتے بھی نہیں۔ بیوی کی ہر فرمائش پوری کرتے ہیں۔ اور ماں کو پوچھتے بھی نہیں۔ ان کو یار باپ سے اور بیوی ماں سے زیادہ پیاری ہے۔ حالانکہ بیوی ماں کے جوتے کے بھی برابر نہیں ہو سکتی۔ دولت ہو تو روز تین چار بیویاں کر سکتے ہیں۔ شہد پر مکھیاں

(باقی صـ۱۷ پر)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

شہادتِ کائنات

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت

سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور فوق العادت، اخلاق و اعمال، آپ کا صدق و اخلاص امانت و دیانت، حقانیت و ربانیت اُن چیزوں میں ہیں۔ جس کو عقل و بصیرت بلکہ بصارت کا کوئی حصہ ملا ہے وہ اس کے روشن آفتاب سے نظر نہیں چرا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے عقلاء و حکماء، عوام و خواص سب ہی نے آپ کے قدموں میں پناہ لی ہے ہر قوم وجماعت کے اعلیٰ طبقہ نے آپ کی حقانیت کی شہادت و اقرار اور اپنی غلامی کے اختیار کو مایۂ افتخار سمجھا ہے۔ جس سے تاریخ عالم کے صفحات لبریز ہیں۔ لیکن ان میں ممکن ہے کہ شپرہ چشم مخالفین یہ کہہ دیں کہ یہ اُن کی رائے کی غلطی ہے ہم تسلیم نہیں کرتے مگر حق تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور حقانیت کی شہادتیں فقط انہیں عقلا اور افراد انسانی پر منحصر نہیں رکھی بلکہ بہت سی ایسی چیزوں سے اس کی شہادتیں عالم انسان پر واضح فرما دی ہیں۔ جن کو انسان غیر ذی شعور اور لایعقل کہتا ہے۔

یہ شہادات درحقیقت عالم غیب کی شہادات ہیں ان کو رائے کی غلطی کہہ کر بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا اس وقت انہیں شہادات کے چند نمونے نقل کئے جاتے ہیں۔

تنبیہ

یہ واقعات تاریخ و سیر کی معتبر کتابوں سے منقول ہیں اخباری افسانے نہیں۔ ایسے ثقہ لوگوں کی روایات ہیں کہ اس کا اعتبار نہ کیا جاوے تو گذشتہ زمانہ کی تاریخ اور واقعات ماضیہ کے صحیح ماننے کا پھر کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔

حضرت عباس بن مِرداس کے اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عباس بن مُرداس رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اسلام سے پہلے عرب کے عام لوگوں کی طرح یہ بھی بُت پرستی میں مبتلا تھے اُن کا ایک مخصوص بُت تھا جس کا نام ضِمَار پکارا جاتا تھا۔ اور یہ اُن کا خاندانی اور جدی معبود تھا اُن کے والد مرداس جب مرنے لگے تو صاحبزادہ عباس کو وصیت کی کہ بیٹا ہمیشہ ضِمار کی پرستش "پوجا" کرتے رہنا اس میں غفلت نہ ہو کیونکہ تمہارے نفع و نقصان کا وہی مالک ہے۔

عباسؓ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اس کی پوجا کرنے لگے۔ ایک روز حسب عادت اس کی پرستش میں مشغول تھے کہ یکایک ضِمار کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ کان لگایا تو یہ اشعار پڑھ رہا تھا ؎

مَنْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا
أَوْدَى ضِمَارٌ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ

اب بنی سلیم کے قبائل کا کون مددگار رہوگا ضِمار ہلاک ہو چکا اور اہل مسجد باقی رہے

إِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَى
بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِ

بیشک ہدایت پر وہی ذات مقدس ہے جو حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت و ہدایت کی وارث ہوتی ہے۔

أَوْدَى ضِمَارٌ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً
قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

ضِمار کی حکومت ختم ہوئی حالانکہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل ہونے سے پہلے ایک مدت تک اس کی پرستش ہوتی رہی۔

حضرت عباس فرماتے ہیں۔ کہ اس حیرت انگیز واقعہ نے میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا ولولہ پیدا کر دیا۔ میں نے اپنی قوم بنی حارثہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ مدینہ پہنچ کر جب ہم مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دور سے دیکھتے ہی تبسم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ "عباس" تم مسلمان ہونے کے لئے کیسے آ گئے۔ میں نے سارا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح کہتے ہو۔ اس کے بعد ہی میں اور میری ساری قوم مشرف باسلام ہو گئی۔ (سیرت حلبیہ صد ۱۹۳ جلد ۱)

مازنؓ بن غضوبہ کا اسلام اور اُس کا حیرت انگیز قصہ

حضرت مازنؓ بن غضوبہ ایک بلند پایہ صحابی ہیں۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ عمان کے قریب ایک بستی سمائل کے نام سے مشہور تھی۔ وہاں ایک مشہور بُت تھا جس کو "بلور" کہا جاتا تھا۔ میں بھی اُس کی پوجا کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور اُس کی نذر کے لئے بکرے وغیرہ ذبح کیا کرتا تھا۔ ایک روز میں وہاں پہنچا اور اس کے پاس جا کر ایک بکرا بطور نذر کے ذبح کیا۔ میں ابھی اس سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک بُت کے اندر سے آواز آئی۔ سنا گیا تو یہ کلمات کہہ رہا تھا۔

اِسْمَعْ تُسَرَّ ظَهَرَ خَيْرٌ وَ
بَطَنَ شَرٌّ بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرَ
بِدِينِ اللهِ الْكَبِيرِ فَدَعْ نَحِيتًا
مِنْ حَجَرٍ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرَ

سنو! خوش ہو گے ایک خیر عظیم

ظاہر ہو گئی اور شر چھپ گیا۔ قبیلہ مضر میں سے ایک نبی اللہ تعالٰے کے سچے دین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ سو اب پتھر کے تراشے ہوئے بت کو چھوڑ دو۔ تاکہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہو۔"

حضرت مازن رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس حیرت انگیز آواز سے میں تعجب میں ضرور پڑ گیا۔ مگر میں نے اپنے آبائی دین کو ترک نہ کیا اور برابر اُس بت کی پرستش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر ایک روز میں نے اس کے نذرانہ کے لئے ایک بکرا ذبح کیا تو پھر اس کے اندر آواز پیدا ہوئی۔ سنا تو یہ رجز کے اشعار پڑھ رہا تھا ؎

اَقْبِلْ اِلَیَّ اَقْبِلْ، تَسْمَعُ مَا لَا تَجْهَلُ
هٰذَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ، جَاءَ بِحَقٍّ مُنْزَلٍ

ترجمہ:- میری طرف اچھی طرح متوجہ ہو جاؤ تاکہ وہ بات سنو جس کو تم جہل کی بات نہ کہہ سکوگے۔ یہ نبی مرسل ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ دین حق لے کر آئے ہیں

اٰمِنْ بِهٖ کَیْ تَعْدِلُ، عَنْ حَرِّ نَارٍ تُشْعَلُ
وَقُوْدُهَا بِالْجَنْدَلِ

ترجمہ:- تم اُن پر ایمان لاؤ۔ تاکہ جہنم کی دھکتی آگ سے نجات پاؤ۔ جس کے انگارے پتھر کے ہیں۔

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ اب تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میں نے سمجھ لیا کہ حق تعالٰے مجھے کسی صحیح راستہ کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہیں۔ اتفاقاً انہیں ایام میں ایک شخص اہل حجاز میں سے ہماری بستی میں پہنچ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اپنے اطراف کی خبریں سناؤ اس نے کہا۔ کہ ہمارے بلاد میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو کوئی اس کے پاس جاتا ہے اُس سے کہتا ہے۔ (اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ) یعنی خدا کے داعی کی بات مانو۔

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ جو کلمات میرے کان میں خرق عادت کے طور پر ڈالے گئے ان کا مصداق یہی شخص ہے میں اٹھا اور پہلے اس بت کو توڑ ڈالا۔ اور سواری کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حق تعالٰے نے اسلام کی حقانیت پر میرا شرح صدر اور اطمینان کامل کر دیا میں مشرف بہ اسلام ہو گیا اور یہ اشعار اُسی وقت کہے ؎

کَسَرْتُ بَادِرَ اَجْذَاذًا وَکَانَ لَنَا
رَبًّا نَطِیْفُ بِهٖ ضَلًّا بِتَضْلَالِ

میں نے بادر نامی (بت) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے حالانکہ پہلے وہ ہمارا معبود تھا۔ ہم گمراہی در گمراہی کی وجہ سے طواف کیا کرتے تھے۔

بِالْهَاشِمِیِّ هَدَانَا مِنْ ضَلَالَتِنَا
وَلَمْ یَکُنْ دِیْنُهٗ شَیْئًا عَلٰی بَالِیْ

حق تعالٰے نے مجھے بنی ہاشمیؐ کے ذریعہ میری گمراہی سے نجات دی حالانکہ اُن کا مذہب کبھی میرے خیال میں بھی نہ آیا تھا۔

صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمیاوی اثر حضرت مازنؓ کے اخلاق و اعمال پر

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرف باسلام ہوتے ہی مجھے اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کی فکر ہوئی اور عرفی حیاء کو بالائے طاق رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تین سخت گناہوں کا عادی ہوں۔ ایک گانا بجانا دوسرے شراب خوری تیسرے فاحشہ عورتوں سے تعلق۔ آپ حق تعالٰے سے دعا فرما دیجئے کہ بری خصلتیں مجھ سے چھوٹ جائیں۔ مجھ میں سچی حیا اور عفت پیدا ہو جائے اور میرے کوئی لڑکا پیدا ہو جائے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ کہ یا اللہ! ان کو گانے بجانے کے بجائے تلاوتِ قرآن اور حرام کے بجائے حلال اور شراب کے بجائے ایک شربت کی عادت ڈال دے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور ان کو زنا کے بجائے عفت کی توفیق دے اور ولد صالح عطا فرما۔

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی مقبولیت چند ہی روز میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ میں نے نصف قرآن حفظ کر لیا اور یہ تمام ناپاک عادتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ ہماری بستی قحط زدہ تھی سرسبز ہو گئی۔ اور میں نے چار عورتوں سے نکاح کیا اور حق تعالٰے نے مجھے حیان (جیسا صالح) لڑکا عطا فرمایا۔ اس کی خوشی میں حضرت مازنؓ نے ایک قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

اِلَیْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَنَّتْ مَطِیَّتِیْ
تَجُوْبُ الْفَیَافِیْ مِنْ عُمَانَ اِلَی الْعَرْجِ

یا رسول اللہ! میری سواری نے آپ ہی کی طرف اس طرح مشتاقانہ رُخ کیا کہ عمان سے عرج تک جنگلوں کو قطع کرتی ہوئی چلی آئی۔

لِتَشْفَعَ لِیْ یَا خَیْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَا
فَیُغْفَرُ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَرْجِعُ بِالْفَلْجِ

اے سب زمین پر چلنے والوں میں بہترین ہستی۔ تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں اور میں کامیابی کے ساتھ واپس ہوں۔

اِلٰی مَعْشَرٍ خَالَفْتُ فِی اللّٰهِ دِیْنَهُمْ
وَلَا رَأْیُهُمْ رَأْیِیْ وَلَا شَرْجُهُمْ شَرْجِیْ

ایک ایسی قوم کی طرف کہ میں نے محض اللہ کے لئے اُن کے مذہب کی مخالفت اختیار کر لی ہے۔ اور اب نہ میری رائے اُن کے موافق ہے اور نہ میرا طریقہ اُن کے طریقہ کے مطابق۔

وَکُنْتُ امْرَأً بِالْعُهْرِ وَالْخَمْرِ مُوْلَعًا
شَبَابِیْ حَتّٰی اٰذَنَ الْجِسْمُ بِالنَّهْجِ

اور میں تمام زمانہ شباب میں زنا و شراب کا سخت عادی اور حریص آدمی تھا۔ یہاں تک کہ جسم بالکل لاغر اور ضعیف ہو گیا۔

فَبَدَّلَنِیْ بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَخَشْیَةً
وَبِالْعُهْرِ اِحْصَانًا فَحَصَّنَ لِیْ فَرْجِیْ

مجھے اللہ تعالٰے نے شراب کے بجائے خوف و خشیت اور زناکاری کے بجائے عفت عطا فرما دی۔

فَاَصْبَحْتُ هَمِّیْ فِی الْجِهَادِ وَنِیَّتِیْ
فَلِلّٰهِ مَا صَوْمِیْ وَلِلّٰهِ مَا حَجِّیْ

پس میں نے اپنے ارادہ اور نیت کو جہاد میں صرف کر دیا۔ پس اللہ

ہی کی طرف سے ہے میرا روزہ اور میرا حج۔

حق تعالے کی قدرت کاملہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات عامہ کا عجیب مظہر ہے کہ بُت ہدایت کا سبب بن رہے ہیں ؎

پھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں

قبیلہ خثعم کا ایک بُت

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قبیلہ خثعم کا منقول ہے کہ وہ اپنے بُت کے پاس پرستش میں مشغول تھے اس کے اندر سے آواز آئی جس میں چند اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف متوجہ کیا گیا تھا۔(یہ اشعار بوجہ اختصار کے اس جگہ نقل نہیں کئے گئے) یہ لوگ حیرت میں رہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں اور اسلام کیا چیز ہے؟ یہاں تک کہ دو تین ہی روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور دعوتِ اسلام کی کیفیت کچھ آنے والوں سے پہنچی۔ یہ لوگ ابتداءً اس واقعہ کو محض وہم و خیال سمجھتے رہے۔ یہاں تک کہ پیہم اسی قسم کی آوازیں اپنے بتوں سے سنتے رہے۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ حق تعالے نے اُن کا شرحِ صدر فرما دیا اور سارا قبیلہ بیک وقت داخلِ اسلام ہو گیا۔

بنی عذرہ کے بت خمام کی زبان پر کلمۂ اسلام

قبیلہ بنی عذرہ ایک بُت کی پرستش کرتے تھے۔ جس کا نام خمام رکھا ہوا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو اس بت نے اپنے خاص پجاری طارق نامی کو خطاب کرکے بولنا شروع کیا اور کہا۔

یَا بَنِیْ ھِنْدِ بْنِ حَرَامٍ ظَھَرَ الْحَقُّ وَاَوْدٰی خِمَامٌ وَ دَفَعَ الشِّرْکَ الْاِسْلَامُ (حلبیہ ج ۱ صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ:۔ "اے قبیلہ بنی ہند بن حرام! حق ظاہر ہو گیا اور خمام ہلاک ہو گیا۔ اور اسلام نے شرک کو مٹا دیا"

اس حیرت انگیز آواز کو ابتداءً ان لوگوں نے بھی محض وہم و خیال سمجھا۔ مگر پھر ایک روز اس میں آواز پیدا ہوئی اور کہا۔

یَا طَارِقُ یَا طَارِقُ بُعِثَ النَّبِیُّ الصَّادِقُ بِوَحْیٍ نَاطِقٍ صدع صدعۃ بارض تھامۃ لناصریۃ السلامۃ و لخاذلیۃ الندامۃ ھذا الوداع منی الی یوم القیامۃ (حلبیہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۱)

ترجمہ:۔ اے طارق اے طارق سچے نبی وحی ناطق کے ساتھ پیدا ہو گئے۔ اور مکہ مکرمہ کی زمین میں ایک دعوت عام دے دی اب انہیں کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے۔ اور ان سے علیحدہ رہنے والوں کے لئے رسوائی ہے۔ اور بس اب قیامت تک کے لئے میں تم سے رخصت ہوتا ہوں وہ بت (خمام) یہ کلام کہتے ہی سر کے بل زمین پر گر پڑا۔

اس واقعہ عجیبہ نے بنی عذرا اور اُن کے رئیس حضرت زمل بن عمر کو اس پر مجبور کر دیا کہ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا قصد کیا اور پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

نتائج

خدا تعالے کی قدرت کاملہ کا تماشہ دیکھئے کہ وہ بت جو گمراہی کے ٹھیکہ دار اور عالم انسان کو کفر و شرک میں مبتلا کرنے کے مخصوص آلات ہیں اور رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا۔ کے مصداق ہیں۔ آج رحمۃ العالمین فخر الاولین والآخرین حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس شان سے استقبال کرتے ہیں کہ خود ہی لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کر رہے ہیں ؎

کنی آشنائے ز بیگانہ   خیلے بر آری ز بتخانہ

حق یہی ہے کہ مخلوقات کا ہر ذرہ تکوینی مشین کا ایک پرزہ ہے۔ اس کی ہر حرکت و سکون مشین کے چلانے والے کے تابع ہے وہ جس سے جس قدر چاہے جو چاہے کام لے سکتا ہے۔ سچ ہے ؎

ذرہ ذرہ دہر کا پابستہ تقدیر ہے
زندگی کے خواب کی جامی یہی تعبیر ہے

یہ واقعہ عجیبہ جس طرح حق سبحانہ و تعالے کی قدرت کاملہ کے عجیب نمونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے مظاہر ہیں۔ اسی طرح ان شپرہ چشم مخالفین اسلام کے لئے بھی آخری پیغام الہٰی اور اتمام حجت ہیں جو حقانیت اسلام پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں کہ اشاعت اسلام بزور تلوار کی گئی ہے۔ وہ آئیں اور عباس رضی بن مرداس اور ان کے قبیلہ سے نیز قبیلہ مازن و خثعم سے اور قبیلہ بنی عذرہ کے عقلاء سے دریافت کریں کہ اُن پر کس نے تلوار چلائی تھی کہ اپنے آبائی مذہب و ملت کو چھوڑ چھاڑ کر بلاد بعیدہ سے جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبائل کی سیاست و ریاست کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنا تاج سلطنت سمجھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ اشارہ پر اپنی گردنیں کٹوانے کے لئے میدان میں کھڑے ہوئے نظر آنے لگے۔ اگر یہ لوگ سوال کرنے کی ہمت کر جائیں تو عجب نہیں کہ ان بزرگوں کے مزارات سے بزبان حال یہ جواب ملے

درونِ سینۂ من زخمِ بے نشاں زدہٗ
بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کماں زدہٗ

اور ؎

خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند
غلام نرگس مستِ تو تاجدارانند

ایک درخت کی آواز

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا اسلام لانے سے پہلے آپ

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کی علامت کا مشاہدہ کیا تھا؟ فرمایا ہاں۔ میں ایک روز ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہُوا تھا کہ اچانک اس کی ایک شاخ نیچے جھکی اور میرے سر سے مل گئی میں تعجب سے اس کو دیکھنے لگا تو اس میں سے ایک آواز آئی۔

ھٰذا النبی یخرج فی وقت کذا و کذا افکن انت من اسعد الناس بہ۔

(حلبیہ ص۱۹۸ جلد۱)

ترجمہ:۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں وقت ظاہر ہوں گے۔ آپ سب سے پہلے اُن کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں۔

درختوں کے پتّوں اور پھُولوں پر کلمۂ شہادت

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان میں جہاد کے لئے گئے تو اتفاقاً ایک بن میں گذر ہُوا۔ وہاں عجائب قدرت کا ایک نیا تماشا دیکھا کہ ایک درخت کے سب پتے نہایت سرخ رنگ کے تھے اور ہر پتے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سفید حرفوں میں لکھا ہُوا تھا۔

اسی طرح بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے کہ ہم ایک جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے ہر پتّہ پر قلم قدرت نے نہایت واضح اور خوشخط یہ کلمہ تین سطروں میں لکھا ہُوا تھا۔ پہلی سطر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسری میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور تیسری میں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔

اور بعض حضرات نے بیان کیا کہ ہم ہندوستان میں داخل ہوئے تو ایک گاؤں میں ایک گلاب کا پودا دیکھا جس کے پھول سیاہ رنگ کے مگر نہایت خوشبودار تھے اس کے پھول کی ہر پنکھڑی پر سفید حرفوں میں لکھا ہُوا تھا لَآ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابو بکر الصدیق

(حلبیہ ص۲۱۴ جلد۱)

یہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے شبہ ہُوا کہ یہ کلمہ کسی نے ان پھولوں میں لکھ دیا ہے۔ میں نے بغرض تحقیق اس کے ایک غنچہ ناشگفتہ کو توڑا، دیکھا تو اس کے اندر سے بھی پھول کی ہر پتی پر یہی کلمہ صاف لکھا ہُوا نکلا۔ پھر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہُوا اس بستی میں اس قسم کے پھول بکثرت ہیں اور عبرت کی یہ چیز ہے کہ ساری بستی پتھروں کی پرستش میں مبتلا تھی۔

ابن مرزوقؒ نے شرح بردہ میں اسی قسم کا واقعہ ایک درخت کے پھول کا نقل کیا ہے۔ جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ بَرَاءَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اسی طرح بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ ہم نے بلادِ ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل بادام کے برابر تھا اور اس پر دو چھلکے تھے۔ اوپر کا چھلکا اتارنے کے بعد اندر سے ایک سبز پتّہ لپٹا ہُوا نکلتا تھا۔ جس پر سرخ رنگ میں نہایت خوشخط اور صاف طور پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور اس بستی کے لوگ اس درخت کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر قحط پڑتا تھا تو اس کے طفیل سے بارش طلب کیا کرتے تھے۔

اور ۸۰۹ھ میں ایک انگور کا دانا پایا گیا جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا کہ اس پر قلم قدرت کے واضح لفظوں میں مُحَمَّدٌ لکھا ہُوا تھا۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک مچھلی پکڑی جس کے ایک بازو پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہُوا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے تعظیماً اس کو پکڑ کے قید کرنا پسند نہ کیا اور پھر دریا میں چھوڑ دیا۔

اسی طرح بحر مغرب سے بعض لوگوں نے ایسی ہی مچھلی شکار کی اور پھر تعظیماً دریا میں چھوڑ دیا۔

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک بادام تھا وہ اس نے مجلس میں ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اٹھا لیا۔ اور اس میں سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر زرد رنگ سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہُوا تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد۱)

طبرستان کے ایک بادل پر کلمۂ شہادت

بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ طبرستان کے بعض گاؤں میں ایک قوم آباد تھی جو لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ کی قائل تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی قائل نہ تھی اتفاقاً ایک سخت گرمی کے دن میں یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ دفعتہً ایک گہرا بادل اٹھا اور تمام بستی اور اس کے اطراف میں چھا گیا بادل نہایت سفید تھا۔ یہ بادل صبح سے چھایا ہُوا تھا جب ظہر کا وقت ہُوا تو اس میں دفعتہً نہایت جلی حرفوں میں یہ کلمہ لکھا ہُوا ہر خاص و عام نے دیکھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اور پھر قلم قدرت کا نوشتہ اسی طرح برابر عصر کے وقت تک باقی رہا۔ یہ غیبی ہدایت نامہ پڑھ کر وہ لوگ سب مسلمان ہو گئے اور اکثر اس بستی کے رہنے والے یہود و نصاریٰ اور اہل علم تھے۔

ایک بچہ کے مونڈھوں پر کلمۂ شہادت

بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بلاد خراسان میں ایک بچہ دیکھا جس کی ایک کروٹ میں قدرتی طور پر لا الٰہ الا اللّٰہ اور دوسرے

پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا اول ولادت سے دیکھا۔

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ۲۴۶ھ ہجری میں میرے گھر میں ایک بکری کے بچہ ہوا جس کی پیشانی پر ایک دائرہ سفیدی کا تھا اور اس کے اندر نہایت خوشخط اور صاف (محمّد) لکھا تھا۔

اسی طرح بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ میں ایک شخص دیکھا جس کی آنکھ کی سفیدی میں نیچے کی جانب سرخ حرفوں میں نہایت خوشخط یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ (محمّد رسول اللہ)

اور شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لواقح الانوار باب قواعد السادۃ صوفیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جس روز میں اس باب کی تحریر پر پہنچا ہوں تو علامات نبوّت میں سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا کہ ایک شخص میرے پاس ایک بکری کے بچہ کا سر لے کر آیا جس کا گوشت بھون کر وہ کھا چکا تھا اور اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا یہ نوشتہ موجود تھا۔ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق یھدی بہ من یشاء یھدی بہ من یشاء

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس نوشتۂ قدرت میں یھدی بہ یھدی بہ دو مرتبہ لکھا ہے یہ کسی خاص حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہاں سہو کا احتمال نہیں اور ممکن ہے کہ حکمت اس کی غائت تاکید ہو۔

اور امام المحدثین زہریؒ فرماتے ہیں کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ جب بلقاء میں پہنچا تو ایک پتھر دیکھا جس پر عبرانی زبان میں کچھ عبارت لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو اٹھا لیا اور عبرانی جاننے والے بزرگ سے اُس کے پڑھنے کے لئے عرض کیا جب اُس نے پڑھا تو ہنسنے لگا اور کہا کہ عجیب بات ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے۔ "

" بِاِسْمِكَ اَللّٰهُمَّ جَآءَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کتبہ موسیٰ بن عمران

ترجمہ۔ یا اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں۔ حق آپ کے رب کی طرف سے۔ عربی فصیح زبان میں آ گیا۔ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ۔ (لکھا ہے اس کو موسیٰ بن عمران نے)

ف:۔ یہ کائنات عالم کی ہر نوع حیوانات و نباتات و جمادات ہیں کہ اپنی زبانِ بے زبانی کے ساتھ حقانیت اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کی شہادت دے رہی ہیں۔ افسوس کہ بہت سے بدبخت اور غافل انسان ان کو دیکھ کر اور سن کر بھی متنبہ نہیں ہوتے ؎

گفتم ایں شرط آدمیت نیست
مرغ تسبیح خواں و تو خاموش

قاضی محمد زاہد الحسینی

پرواز اور وقار کی ملاقات

اتوار کا دن ہے۔ وقار ناشتہ کے بعد اپنے بعض خانگی کاموں کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ ابھی بڑی سڑک تک پہنچا ہی تھا۔ کہ پرواز سامنے سے آ ملا۔ اور دور سے گویا ہوا۔ السلام علیکم۔ وقار کہاں جا رہے ہو۔

وقار۔ وعلیکم السلام۔ بھائی آج چھٹی ہے۔ بعض خانگی کام ہیں۔ ان کو کرلوں۔

پرواز۔ ارے اللہ کے بندے یہ کام تو ہوتے رہیں گے آؤ قرآن سنو قرآن کی تفسیر سنو اللہ تعالےٰ کے اس آخری اور ابدی کامل کلام کو سنو۔ جس سے مسلمان کی سربلندی اور عروج وابستہ ہے۔

وقار۔ بھائی بڑی مہربانی۔ آپ کی اس دعوت کا شکریہ اگر ابھی تو نو بجے کا وقت ہے۔ اگر کہیں کوئی جلسہ یا درس ہے تو وہ رات ہی کو ہوگا۔ میں انشا اللہ ضرور چلوں گا۔

پرواز۔ نہیں بھائی ابھی دس بجے خان صاحب کی کوٹھی پر درس قرآن ہوگا۔ میں بھی وہاں جا رہا ہوں

وقار۔ خان صاحب کی کوٹھی پر کہاں کے مفسر صاحب تشریف لائے ہیں۔

پرواز۔ وہ جی علامہ پرویز صاحب کا درس قرآن ہوگا۔

وقار۔ کیا پرویز صاحب تشریف لائے ہیں۔

پرواز۔ نہیں جی ان کا درس قرآن ریکارڈ کر لیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت کی تفسیر کریں گے۔

وقار۔ تو چلو پہلے اس نعمت کو حاصل کریں۔ یہ کام پھر اگلے اتوار کو کریں گے۔ ہم تو قرآن کریم اور اس کا درس سننے کے لئے دور دراز جانا بھی ثواب اور اجر سمجھتے ہیں۔

چنانچہ وقار اور پرواز دونوں اکٹھے روانہ ہوتے ہیں۔ اور گل نواز خان کی کوٹھی پر اس مجمع میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جو کرسیوں پر ایک شامیانے کے نیچے لگا ہوا تھا۔

پرواز۔ دیکھو وہ سامنے ٹیبل پر ٹائپ ریکارڈنگ مشین رکھی ہے ابھی اسکو لگا دیا جائے گا اور وہ تلاوت کے بعد تفسیر کریگی جو علامہ پرویز کی زبانی محفوظ کرلی گئی ہے۔

وقار۔ یار با ادب بیٹھ جائیں۔ سر پہ رومال باندھ لیں۔ آخر اللہ کا کلام پڑھا جائے گا۔

پرواز۔ بہت اچھا

چنانچہ ایک نوجوان نے آکر اس مشین کو خاص طریقے سے تیار کیا۔ اور وہ بولنا شروع ہوگئی۔ صرف رب العالمین کی تشریح اور تفسیر میں پندرہ منٹ صرف کردئے۔ مجلس برخاست ہوتی ہے۔ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بمعذان اور وقار واپس ہوتے ہیں۔ پرواز یہ کہتا ہے!

سناؤ وقار کتنا بلیغ اور جامع بیان ہے۔ اس شخص نے صرف رب العالمین کی تفسیر اتنی جامع اور مفصل کی ہے۔ کہ ہم نے تو کسی مفسر کی کتاب میں نہیں پڑھی زبان کی روانی اور الفاظ کا تسلسل بھی قابل داد ہے۔

وقار۔ پرواز جتنی دیر تک مشین چلتی رہی۔ میں نے کان تو ادھر لگائے رکھے مگر میرے دل و دماغ میں الجھنیں پیدا ہوتی گئیں اور۔

پرواز۔ (بات کاٹ کر) یہی الجھن تو ہوگی۔ کہ مولوی صاحبان علامہ کے خلاف ہیں۔ کسی نے دیکھ لیا۔ تو کیا کہے گا۔

وقار۔ نہیں یہ بات نہیں۔ میں علامہ صاحب کے علم کو غور کرتا رہا۔ اور ان کے نیازمندوں کی محنت پر فکر کرتا رہا۔ کہ کتنے باہمت ہیں۔ یہ لوگ کہ اپنے استاد علامہ صاحب کی تقریر کا ریکارڈ کر لیا۔

پرواز۔ ارے بھائی تو نے یہ کیا سنا، علامہ صاحب کو اتنا علم حاصل ہے کہ اگر چاہیں۔ تو ایک آیت کی تفسیر میں کئی دن صرف کردیں۔ ان پر قرآنی تحقیقات کا وہ دروازہ کھلا ہے جو صحابہ کے بعد کسی پر نہیں کھلا۔

وقار۔ اچھا بھائی پرواز ایک بات تو بتاؤ۔ اگر قرآن کامل اور مکمل ہے۔ اور اس کی تفسیر اور تشریح کی ضرورت نہیں تو علامہ صاحب نے صرف نظام ربوبیت پر اتنے صفحے کیوں لکھ ڈالے۔ قرآن تو خود کامل اور مکمل ہے۔

پرواز۔ قرآن تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ بندوں کو سمجھانے کے لئے اس کی وضاحت اور تفسیر کرنی ضرور ہے۔

وقار۔ بھائی ذرا یہ تو سمجھاؤ۔ قرآن کریم کی تفسیر اور تشریح اور اس کا سمجھانا اس ذات کے ذمے تھا۔ جس پر قرآن نازل ہوا۔ یا چودہ سو سال بعد علامہ صاحب کے ذمے ہے؟

پرواز۔ میں اسی وقت ڈر رہا تھا کہ میرے ساتھ آپ نے جو یہاں آنے کی زحمت کی اس کا منشا اعتراض ہی ہوگا آپ بھی تو چھوٹے ملاں ہیں۔

وقار۔ نہیں بھائی اعتراض نہیں کر رہا صرف آپ سے انصاف کے نام پر یہ سوال کرتا ہوں۔ کہ میں نے قرآن کریم میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ لفظ پڑھا ہے۔ کہ وہ رسول مبین ہیں یعنی بیان کرنے والے۔ سمجھانے والے رسول ہیں۔ آپ کا فرض منصبی صرف پہنچانا ہی نہیں بلکہ بیان کرنا بھی جیسا کہ فرمایا۔

ثم ان علینا بیانہ (القیامہ)

تو اگر پرویز صاحب رب العلمین کی تفسیر کرتے ہیں۔ تو اس کو مانا جاتا ہے۔ تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر نہ کی ہوگی۔ اگر کی ہے اور یقیناً کی ہے۔ تو اس کو ماننا پڑے گا۔ اسی کا نام حدیث ہے۔

پرواز۔ بھائی ہم تو مانتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پہنچایا بھی اور سمجھایا بھی۔ مگر اس کو جمع نہیں کیا گیا۔ دو سو سال کے بعد بعض لوگوں نے کچھ عبارتیں جمع کردیں۔ اور ان کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردی۔

وقار۔ اچھا بھائی ذرا انصاف سے کام لو علامہ صاحب کے شاگرد اور ان کی جماعت ان کی تقریر ریکارڈ کرتی ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جان نثار غلام آپ کی ہر ادا کو قرآن کی تفسیر سمجھتے تھے۔ وہ کس طرح غافل رہ چکے ہوں گے۔ اگر وہ غافل رہتے تو قرآن بھی محفوظ نہ کرتے۔ جس طرح قرآن محفوظ رکھا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تفسیر کو بھی محفوظ رکھا۔

پرواز۔ بھائی ان پاک بازوں نے تو حضور کی تفسیر اور عملی زندگی کو محفوظ رکھا۔ مگر بعد کے لوگوں نے ضائع کردیا۔

وقار۔ خوب! خوب! ادھر تو لوگوں کو یہ دعوت دیتے ہو۔ کہ ہمارا دین کامل ہے۔ اور ادھر سے یہ بھی کہتے ہو۔ کہ دین کا کچھ حصہ دو سو سال کے عرصہ میں تلف ہوگیا۔

پرواز۔ بھائی قرآن تو کامل ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کا حرف بھی ضائع نہیں ہوا اور نہ ہو سکیگا۔

وقار۔ ارے دوست قرآن کو دیکھو قرآن کیا فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ)

دیکھو اس آیت میں قرآن کا لفظ نہیں بلکہ اسلام کا لفظ ہے۔ اور اس کو دین فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے۔ کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین پر چلنے کا حکم فرمایا۔ دیکھو ارشاد گرامی ہے۔

قل یا ایھا الناس ان کنتم فی شك من دینی (ھود)

پرواز۔ میرے برادر محترم! میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا۔ وہ دین تھا۔ مگر یہ کتابیں جن کو بخاری وغیرہ

کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تو بعد میں لکھی گئیں۔ دیکھو علماء کرام ہی تو فرماتے ہیں۔ کہ بخاری ۲۱۵ھ میں لکھی گئی اور لکھنے والا بخارا کا باشندہ تھا۔ اب تم ہی انصاف سے کام لو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد آنے والے نے ایک کتاب لکھی۔ جو خود بخارا کا باشندہ ہے۔ اس کو کس طرح دین سمجھا جائے گا۔

وقار۔ پیارے بھائی۔ واقعی تم بڑے سادہ لوح ہو۔ اگر تم سے کوئی یہ کہہ دے۔ کہ علامہ پرویز صاحب نے چودہ سو سال بعد قرآن کریم کی تفسیر معارف القرآن لکھی اور پرویز صاحب عرب کے نہیں بلکہ پاکستان کے باشندے ہیں۔ تو تم صرف اس مغالطہ میں آکر معارف القرآن کو غلط قرار دیدو گے؟

سنو اور غور سے سنو! جناب رسول اکرم کے صحابہ کرام نے آپ کی سب باتیں جن کو حدیث کہا جاتا ہے۔ حضور کے زمانہ میں نوٹ کر لی تھیں۔ عرب کا حافظہ بہت زیادہ تھا وہ بجائے لکھنے کے یاد کو بہتر سمجھا کرتے تھے۔ اور پھر یہ بات نہیں ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے سفر کرنے پر سارے صحابہ ہی سفر کر گئے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ جب عرفات کے میدان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا آخری خطبہ دیا۔ تو اس کو بقول پرویز صاحب کے لاکھوں مسلمانوں نے سنا (طلوع اسلام جون ۱۹۵۱ء) اور یہ لاکھوں آپ کے بعد کافی زمانہ اسی دنیا میں رہے۔ اور عرب کی حدود سے نکل کر دوسرے ممالک میں قرآن اور حدیث کی اشاعت کرتے رہے۔ آپ کی یاد کے لئے ایک چھوٹی سی فہرست عرض کرتا ہوں جو ان صحابہ کرام کی ہے۔ جو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کافی زمانہ تشریف فرما رہے ہیں

نام صحابی	آپ کے بعد جتنی عمر زندہ رہے	جہاں تشریف لے گئے
سائب بن یزید	ایک سو سال تک	مدینہ منورہ
مرثد بن عبداللہ	۹۹ " " "	"
عبداللہ بن بسر المازنی	۹۸ " " "	حمص (شام)
سہیل بن سعد	۹۸ " " "	مدینہ منورہ
عبداللہ بن ابی اوفی	۹۷ " " "	کوفہ
عبداللہ بن عبد السلمی	۹۷ " " "	"
مقدام بن معدیکرب	۹۷ " " "	شام
عبد بن الحارث	۹۷ " " "	مصر
ابو امامۃ الباہلی	۹۶ " " "	شام
عبد اللہ بن جعفر	۹۶ " " "	مدینہ منورہ
عمرو بن حریث	۹۵ " " "	کوفہ
ابو واقد اللیثی	۹۵ " " "	"
عمر بن سلمہ الجرمی	۹۵ " " "	بصرہ
واثلہ بن	۹۵ " " "	مصر
عتبہ بن	۹۴ " " "	بصرہ
عبداللہ بن حارث	۹۴ " " "	بادیہ العرب
زید بن خالد	۸۸ " " "	حمص
عرباض بن ساریہ	۸۵ " " "	شام
ابو ثعلبہ	۸۵ " " "	مدینہ منورہ
ابو سعید الخدری	۸۴ " " "	بادیہ
سلمہ بن الاکوع	۸۴ " " "	مدینہ منورہ
رافع بن خدیج	۸۴ " " "	"
محمد بن حاطب	۸۴ " " "	"
ابو جحیفہ	۸۴ سال تک	مدینہ منورہ
سعید بن خالد الجہنی	۸۳ " "	"

تو آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر آج قرآن اور سنت کے نام پر ہزاروں کی تعداد پر لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ تو اس زمانہ میں ان بزرگوں سے کسی نے قرآن اور اس کی تشریح جو صاحب قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ نہ سنی ہوگی۔

پروانہ۔ چلو بھائی اور باتیں پھر کرینگے مجھے ذرا یہ تو سمجھا دو کہ تم بار بار لفظ حدیث بیان کرتے ہو۔ اگر حدیث بھی دین ہے۔ تو اس کا ذکر بھی کہیں تو ہوتا۔

وقار۔ میرے پیارے دوست! قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کو حدیث فرمایا۔ مثال دیکھئے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (سورۂ طٰہٰ)

ترجمہ۔ یقیناً آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) کی حدیث کا پتہ چل گیا۔ جب کہ آپ نے آگ دیکھی اور اپنی اہلیہ سے کہا ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھ پایا ہے۔

پروانہ۔ آپ نے میری بہت سی غلط فہمیوں کو دور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے۔ ذرا وقت دے سکیں۔ تو میں اپنی تسلی کر لوں

وقار۔ الحمد للہ آپ کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ میرے بھائی! جو بات انسان کو معلوم نہ ہو۔ اس میں غلط فہمی کا ہو جانا یقینی بات ہے۔ مگر خداوند قدوس کا یہ بھی تو ارشاد ہے کہ

اگر تم نہیں جانتے۔ تو جاننے والوں سے پوچھ لو! میں تو ایک معمولی طالب علم ہوں۔ آپ بلاشک ارشاد فرمائیں۔ جو میں جانتا ہوں عرض کر دونگا

پروانہ۔ جزاک اللہ! بھائی وقار یہ حقیقت ہے۔ کہ میری طرح بہت سے بھائی صرف اسی وجہ سے غلطی کر جاتے ہیں۔ کہ نہ ہم پوچھتے ہیں۔ نہ کوئی بتاتا ہے اچھا مجھے صرف ایک مثال کے ذریعہ سمجھا دو۔ کہ قرآن سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت ہے۔

وقار۔ لیجئے ایک کی جگہ دو مثالیں عرض کرتا ہوں۔ سنئے! قرآن کریم کی سورہ القدر تو آپ کو یاد ہے۔ اس کی پہلی آیت پڑھئے۔

پرواز۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وقار۔ ماشاء اللہ! جزاک اللہ! اچھا اس آیت کا ذرا ترجمہ کیجئے۔

پروانہ۔ بے شک ہم ہی نے قرآن کو اتارا قدر والی رات میں۔

وقار۔ ہاں! ہاں! یہ کیا آپ نے کہہ دیا۔ بھائی اپنی طرف سے ترجمہ نہ کرو۔ جو قرآن نے فرمایا اس کا ترجمہ کرو۔

پرواز۔ میں نے تو غلطی نہیں کی۔ اِنَّا کا معنی بے شک ہم اَنْزَلْنَا اتارا ہم نے ہ اس کو فی میں لیلة رات قدر قدر

ل۔ آپ نے پہلے ترجمہ تو کیا ہم نے اتارا اس کو تو اس سے مراد قرآن کریم کیسے آپ نے لیا!

دیکھو۔ پرواز! جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ انا انزلناہ تلاوت فرمائی ہوگی۔ تو صحابہ کرام نے کیا آپ سے نہ پوچھا ہوگا؟ کہ کس چیز کو اتارا۔

پرواز۔ ضرور پوچھا ہوگا۔

وقار۔ جب پوچھا ہوگا۔ تو کیا آپ نے نہ بتایا ہوگا۔ کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور جب بتایا ہے۔ تو اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے دو باتیں صادر ہوئیں۔ ایک تو انا انزلناہ اور دوسری قرآن

پرواز۔ ٹھیک ٹھیک اب سمجھ گیا۔ کہ قرآن کی عبارت کا صحیح ترجمہ حدیث کے بغیر مشکل ہے۔ اچھا اب دوسری مثال بتا دیجئے جس سے پتہ چلے کہ قرآن کریم کا حکم بھی حدیث کا محتاج ہے۔ مگر مشکل سی بات نہ ہو۔ آسان سی بات ہو۔

وقار۔ آپ نے قرآن شریف کا سادہ ترجمہ تو پڑھا ہوگا۔

پرواز۔ بھائی میں نے تو میٹرک تک عربی پڑھی ہے۔ اور اپنے محلہ کی مسجد میں ایک مولوی صاحب سے لفظی ترجمہ بھی پڑھا ہے۔

وقار۔ اچھا تو اس آیت کا ترجمہ کرو۔
وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (بقرہ، رکوع ۳۰)

پرواز۔ اس کا معنی یہ ہے۔ اور وہ لوگ وفات پا جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں انتظار کریں وہ بیویاں اپنے نفسوں کے ساتھ چار ماہ دس دن کا۔

وقار۔ ہاں! ہاں! یہ کیا آپ نے کر دیا چارہ ماہ دس دن ترجمہ کہاں سے لیا؟

پرواز۔ ارے بھائی اربعۃ کا معنی چار اور اشھر کا معنی مہینے وکا معنی اور عشرًا کا معنی دس۔ تو یہ دن کا معنی آپ نے کہاں سے کرلیا۔ آیت کے معنی تو یہ ہے چار ماہ اور دس!

پرواز۔ واقعی بھائی لفظی لحاظ سے تو اس کا یہ معنی درست ہے مگر اس کی صحیح مراد تو یہی لی جاتی ہے۔ کہ چار ماہ اور دس دن۔

وقار۔ بھائی یہی تو حدیث کی مراد اور ضرورت ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اربعہ اشھر و عشرا تلاوت فرمائی ہوگی تو کیا صحابہ کرام نے نہ پوچھا ہوگا۔ حضرت عشرا سے مراد کیا ہے۔ کیونکہ اس کا ظاہری معنی تو یہ ہے۔ کہ چار اور دس ماہ یعنی چودہ ماہ۔

پرواز۔ یقینًا پوچھا ہوگا۔

وقار۔ پوچھا ہوگا نہیں۔ پوچھا ہے۔ اور آپ سے یہ آیت جن بزرگوں نے ہم تک پہنچائی۔ انہوں نے دو باتیں پہنچائیں۔ ایک تو اربعۃ اشھر و عشرًا اور دوسری ایام یہ لفظ ایام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ اور یہی حدیث ہے

پرواز۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزاء خیر دے آپ نے مجھے نہایت ہی آسان طریقہ پر سمجھا دیا کہ قرآن کریم کا معنیٰ صحیح تب ہوسکتا ہے۔ کہ جب حدیث کو مان لیا جائے اب وقت بہت زیادہ گزر گیا صرف ایک بات اور بتا دیجئے پھر چائے کا ایک پیالہ پی لیں گے۔

وقار۔ فرمائیے۔

پرواز۔ پھر یہ بعض حدیثیں قرآن کی مخالف کیوں ہیں؟

وقار۔ (ایک منٹ تبسم کے بعد) سبحان اللہ! یار لوگوں نے کس قدر تشکوک پیدا کردئے گئے۔ پیارے بھائی پرواز تم مجھے ایک حدیث بتا دو جو قرآن کے خلاف ہو۔

پرواز۔ بھائی میں تو معمولی طالب علم ہوں میں آپ کے ساتھ بحث نہیں کرتا۔

وقار۔ ! عزیز من! حدیثوں کے اتنے بڑے ذخیرہ میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو صحیح ہو۔ اور قرآن کے خلاف ہو۔ حدیث تو قرآن شریف کی شرح ہے۔ اور اس کی تفصیل ہے۔

اتنے میں نماز ظہر کی اذان سنائی دیتی ہے۔ اور وقار اذان کے ختم ہونے پر اگلے اتوار پھر ملنے کا وعدہ کرکے مسجد کا راہ لیتا ہے۔ پرواز بھی اپنے محلہ کی مسجد میں نماز کے لئے روانہ ہو جاتا ہے۔"

درود شریف کی فضیلت

عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے کعبؓ بن عجزہ نے ملاقات کی اور کہا کہ کیا میں تجھ کو وہ چیز ہدیہ نہ دوں۔ جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں ہم کو وہ ہدیہ ضرور دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اور اہلبیت پر ہم کس طرح درود بھیجیں۔ خداوند تعالےٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو سکھا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں اس کو سنتا ہوں۔ اور جو شخص درود بھیجے مجھ پر دور سے پہنچایا جاتا ہے۔ وہ میرے پاس۔

(بیہقی در شعب الایمان)

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ (الحدیث)

دنیا میں ایسا رہ کہ گویا تو مسافر یا راہگیر ہے۔

دُنیا کا مُسافِر

مولانا سعد حسن خاں یوسفی ٹونکی

(۴)

دنیا سے لگاؤ

اے آخرت کے راہی تجھے معلوم ہے کہ تیرے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اپنا لگاؤ کیسا رکھا۔ دنیا سے کبھی دل نہ لگایا آخرت سے دل کبھی نہ ہٹایا۔ حضرت ابن مسعودؓ کا کہنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر سو کر اُٹھے تو جسم اطہر پر بوریئے کے نشانات عیاں تھے حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ ہم کو حکم دیتے تو ہم آپ کے لئے نرم بستر بچھا دیتے۔ اور آرام کا سامان مہیّا کرتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا لِي وَلِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (ترمذی)

ترجمہ:۔ کہ مجھ کو دنیا سے کیا مطلب۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھالے اور پھر چل دے اور پھر درخت کو اپنی جگہ چھوڑ جائے۔

بس ہر انسان کو دنیا سے یہی لگاؤ ہو آخرت سے اس کا پورا راستہ جڑا ہو۔ وہیں کا سامان مہیّا ہو۔ یہاں کا سامان ہو یا نہ ہو۔ دنیا یوں بھی جائے گی ایک دن قبضہ سے نکلے گی۔ انسان خود نہیں چھوڑیگا تو اس سے چھڑائی جائے گی۔ مرضی سے ہاتھ سے نہیں دے گا تو چھینی جائے گی۔ مگر آخرت میں کیسی بنے گی۔ وہاں کی کبھی نبٹے گی۔ اگر وہاں بگڑ گئی تو پھر نہیں سدھرے گی۔ اگر سدھر گئی تو پھر نہیں بگڑے گی۔ لہٰذا آخرت کو یہیں سے بنانا ہے دنیا ہی سے آخرت کو سدھارنا ہے۔

دنیا کو اسی درخت کی مانند سمجھنا ہے جس کے نیچے راہ چلنے والا کھڑے کھڑے سستاتا ہے پھر چلتا بنتا ہے۔ درخت اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے سوچ اس دنیا سے کس کس نے فائدہ اٹھایا اور سب چل بسے آج اُن کا نام و نشان نہیں اُن کا پتہ اور علم نہیں۔ اسی طرح آج کل کے دنیا والے بھی اپنی اپنی راہ ختم کر کے آخرت کی جانب اپنی راہ لیں گے اور دنیا کو یاس و حسرت سے چھوڑتے نظر آئیں گے اس لئے مناسب ہے کہ دنیا ہی میں ہر انسان آنکھ کھولے اپنے مستقبل کو روشن کرے۔ آنے والے خطرہ کو اپنے سر سے ٹالے۔ اگر یہاں آنکھ نہ کھولیگا تو مر کر آنکھ کھولنی پڑے گی۔ جب کہ سارا کیا سامنے آ جائے گا۔ اسی دن کے لئے ارشاد ہے يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ

ترجمہ:۔ یعنی جس دن کہ دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے۔

دنیا میں غفلت کا پردہ اٹھائے سے اٹھے گا۔ آنکھ کھولے سے کھلے گی۔ مگر مر کر یہ پردۂ غفلت خود بخود اُٹھ جائے گا۔ آنکھ خود کھل جائے گی۔ اور دنیا کا راستہ غفلت سے گذارنے والے کو وہاں یہ کہہ کر شرمندہ کیا جائیگا لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ

ترجمہ:۔ یعنی تو اس سے غفلت میں تھا پس ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ کھول دیا۔ اور آج تیری نظر تیز ہے۔

لہٰذا اے دنیا کے مسافر غفلت کا پردہ اپنے اوپر سے اٹھا۔ آنکھ کھول۔ اپنے ہاتھ سے کچھ آگے بھیج اگر یہاں سے کچھ بھیجے گا تو آگے کچھ ملے گا۔ اگر یوں ہی آگے بڑھ جائے گا وہاں دستِ حسرت ملے گا۔ ماضی پر چار آنسو گرائے گا مگر کچھ بن نہ آئیگا ہوشیار وہ ہے جو پہلے سے جاگے پانی آنے سے پہلے اُس کی پال باندھے۔ گڑھے میں گرنے سے پہلے سنبھلے۔ ٹھوکر کھانے سے پہلے ہوش لے

دنیا میں بیدار ہونے کا موقع

اے دنیا کے مسافر! قدرت نے تجھ کو جگایا۔ گرنے سے پہلے تھاما۔ ہدایت و نصیحت کا دروازہ تجھ پر کھولا۔ قرآن اتارا۔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا۔ قدم قدم پر تیرے سامنے آخرت کا نقشہ کھینچا تاکہ آخرت کے لئے تو یہیں سے کچھ بنا کر لے چلے۔ یہاں رو کر وہاں کے ہنسنے کا سامان کرے۔ نہ یہ کہ یہاں ہنس کر وہاں کے رونے کے اسباب جمع کرے زندوں میں رہ کر مردہ بنا رہے۔ مرنے سے پہلے موت کو یاد کرتا رہے اور دنیا ہی سے آخرت کی راہ نکالے برسوں تجھ کو زندہ رکھا۔ آزادی دی، فراخی بخشی لیکن تو ہمیشہ الٹی چال چلا۔ اور ٹال مٹول سے کام لیتا رہا سستی اور کاہلی کا پتلا بنا رہا۔ امیر ہوا دولتمند ہوا تو خوب بہکا بھٹکا۔ شرارت کو حد پر پہنچایا یہاں تک کہ بدی میں شیطان کو بھی شرمایا۔ جب تجھ کو سمجھایا۔ تو کہتا رہا کہ دولت نے مجھ کو ڈبویا۔ ثروت نے مجھ کو تباہی کے گھاٹ اتارا فقیر و محتاج ہوا دولت سے تہی دست ہوا تو نیکی سے بھی خالی ہوا۔ پرہیزگاری کو بھولا۔ معاش کی فکر میں لگا۔ روزی کی دھن میں ڈوبا۔ جب بُری عاقبت سے تجھ کو ڈرایا گیا تو کہنے لگا کہ خواری نے مجھ کو مارا۔ مفلسی نے مجھ کو تباہ کیا۔ اگر خوشحال ہوتا تو سب

کچھ کر دکھاتا، بندگی کا حق ادا کرتا اگر تندرست ہوا تو شیطان کے ہاتھوں پکا۔ خواہش کا بندہ بنا۔ تجھ کو سمجھایا تو کہا کہ اب کرتا ہوں کل کرتا ہوں آخر بیمار پڑا۔ مرض کا شکار ہُوا تو کہنے لگا کہ اب کیا کروں۔ معذور و مجبور ہوں۔ بیماری سے گھرا ہوں، عذرات میں پھنسا ہوں، الزام سے چھُوٹا ہوں۔ جب جوان ہُوا، شباب میں قدم رکھا۔ طاقت و قوت کا نمونہ بنا تو شیطان کا پکا دوست ہُوا۔ شرارت کا مجسمہ ہُوا۔ تجھ کو ڈرایا دھمکایا تو کہنے لگا کہ بڑھاپے میں خدا سے معافی مانگ لونگا۔ قصوروں کو معاف کرا لوں گا جب بڑھاپا آیا تو معذوروں کا معذور بنا۔ اپنے کو ہر ذمہ داری سے آزاد جانا۔ دماغ تھکا جسم گھٹا۔ غرض از کار رفتہ ہُوا۔ الغرض اسی طرح نیکی سے بچتا بچاتا اور حیلے حوالے کرتا رہا۔ آخر یہ پیغام اجل آیا۔ خالق کی طرف سے بلاوا آیا۔ اور دنیا کے مسافر نے دنیا سے اپنا بستر لپیٹا۔

لہذا اے آخرت کے راہی! حیلوں سے بھری یہ تیری زندگی، بہانوں سے پُر یہ تیری حیات آخرت میں یہ خود تیرے خلاف بولے گی۔ اور تیرے عذرات کی جڑ کاٹے گی اگر تو پچھتائے گا ماضی کو یاد کرے گا کہ ہائے دنیا میں پھر جاتا وہاں سے اسباب راحت لاتا تو قدرت سے یہ دندان شکن جواب تو سنے گا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ؀

ترجمہ:۔ یعنی کیا ہم نے تم کو اس قدر عمر نہیں دی تھی۔ جس میں نصیحت پکڑنے والا نصیحت پکڑتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ پس چکھو (اپنا کیا) نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مدد کرنے والا۔

اے دنیا کے غافل! سچ ہے خالق نے تیرے ساتھ سب کچھ کیا مگر تو نے کچھ نہ کیا۔ نصیحت پانے کے لئے لمبی مدت دی پوری مہلت دی۔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہدایت کے سرچشمہ دین سے تجھے واقف کیا کہ تو کسی صورت سے راہِ دنیا سے کچھ لے کر آخرت کی طرف قدم بڑھائے اور یوں ہی خالی ہاتھ نہ چلا جائے۔ دنیا کو قیمتی بنا جائے رائگاں نہ کھو جائے۔ مگر تو نے تو آنکھوں پر پٹی باندھی کہ بس آخرت ہی میں جا کر کھولی۔ ایسا سویا کہ مر کر ہی کروٹ بدلی۔ جب کروٹ بدلی آنکھ کھولی تو عالم بدل چکا تھا، کیا سے کیا ہو گیا تھا۔ عمل کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ حساب اور جزا سزا کا میدان سامنے آ چکا تھا۔ دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِیَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ۔

ترجمہ:۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون، جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے پھر اُس نے منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے اس کے ہاتھ۔

گویا بھول کر بھی نہیں سوچا کہ وہ اس راہ دنیا سے اپنی منزل آخرت کے لئے کیا کچھ روانہ کر رہا ہے وہ دنیا سے دل لگا بیٹھا آخرت کو بالکل بھلا بیٹھا۔ دنیا کو راہ نہ جانا ابدی گھر جانا۔ دنیا بنانے میں جان کھپائی۔ آخرت بنانے سے جان چُرائی۔ یہاں کے آرام کو مقصد سمجھا۔ وہاں کے آرام کو پس پشت ڈالا۔ گویا اپنے ہاتھ سے اپنی تباہی کا گڑھا کھودا۔ اپنے خالق کو ناراض کیا۔ اور چلتے راستہ عذاب مول لیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۔

ترجمہ:۔ کیا ہی بُرا سامان بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غضب ہے اُن پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

ان کے لئے تو زیبا تھا۔ کہ دنیا کو اپنی ترقی کا زینہ جانتے۔ آخرت کی راحت و آسائش کا اس کو پہلا قدم سمجھتے اور اپنی اَن تھک کوششوں سے آخرت یہیں سے سنوارتے۔ وہاں کی مسرتوں کی بنا دنیا ہی سے رکھتے۔ خود بھی خوش رہتے اپنے خالق کو بھی خوش رکھتے۔ اور عذاب الٰہی سے دامن بچا لیتے۔ مگر ان کو تو سب سے بڑا دھوکا لگا کہ انہوں نے دنیا کو آخرت کے رنگ میں دیکھا۔ یعنی بجائے آخرت کے دنیا بنانے میں لگ گئے۔ اور اسی کو قدیم و دائم سمجھ بیٹھے۔ دنیا کی طرف منہ کیا اور آخرت کو پشت دی۔ دنیا ان کی نظر پر چڑھی اور آخرت اُن کی نظر سے گری۔ خواہش کے بندے ہوئے، خدا کی بندگی سے نکلے۔ فانی پر مٹے باقی سے بھٹکے۔ زندگی کے چند دنوں کی فکر کی، آخرت کے بے گنتی سالوں سے غفلت برتی۔ آخر جب جان بدن سے نکلی، آنکھ کھل عقل آئی۔ چونکے۔ کہ یہ کیا ہُوا۔ کیا کیا۔ کہاں سے آئے کیا لائے، کھو آئے یا کما لائے۔ سب چھوڑ آئے یا کچھ ساتھ لائے۔ غرض انہیں سوالات میں ان کی عقل خبط ہو گی۔ اور کامیابی کی کوئی ترکیب بن نہ سکیگی۔

اسی سراسیمگی و پریشانی میں یہ کہہ کر اُن کو نادم و شرمندہ کیا جائے گا اور ان کے کئے کرتوتوں پر رونے کا اُن کو موقع دیا جائے گا۔ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ؀

ترجمہ:۔ چکھو عذاب جلتی آگ کی شکل میں جو عذاب تم اپنے لئے دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے اور اُن اعمال کی پاداش ہے جو تمہارے اعضائے بدنی نے دنیا میں انجام دئے (گویا یہ عذاب ہمارا دیا ہُوا نہیں تمہارا بلایا ہُوا ہے تمہارے اعمال آگ کی صورت میں تم پر مسلط ہیں۔ اور تمہاری تاریک ماضی پر تم کو رُلا رہے ہیں) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا۔ (اور بلا وجہ ان

کو مصیبت میں نہیں ڈالتا)

لہٰذا اے دنیا کے مسافر اور آخرت کے راہی ذرا سوچ اور عقل سے کام لے تو دنیا میں اس لئے نہیں آیا کہ یہاں آکر یہیں کی بناتے اور دنیا کی اس راہ گذر پر بستر بچھا کر سو رہے یہ سونے کی جگہ نہیں چلنے کی راہ ہے یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں گذر جانے کا راستہ ہے۔ جس طرح بے شمار انسان آئے اور گذر گئے تو بھی ایک روز اپنا راستہ طے کرکے گذر جائے گا۔ پھر ہنسے گا یا روئے گا۔ اپنے کئے پر خوش ہوگا یا پچھتائے گا۔ دوزخ کا لقمہ بنے گا یا جنت کا دولھا ہوگا۔ وہاں کچھ نہیں کرے گا جو کچھ کرے گا یہیں کرے گا۔ وہاں صرف کئے کا بدلہ پائے گا۔ اپنے عمل کے نتیجہ کو آنکھوں سے دیکھے گا۔ بس خدا را دنیا کا ایک لمحہ رائیگاں نہ کھو۔ دنیا کے ایک ایک پل میں تیری راحت مضمر ہے یا کلفت۔ اس کی ایک ایک گھڑی تیری عاقبت کے بگاڑ کا پتہ دیتی ہے یا اس کے سدھار کا۔ آخرت میں گو انسان مرنے کے بعد قدم رکھتا ہے مگر اس کے رنگ ڈھنگ اور اچھے برے کا یہیں دنیا سے پتہ چلتا رہتا ہے۔

یاد رکھ دنیا اور دنیا کی چیز کو فنا ہے۔ مگر یہاں کے عمل کے اچھے برے نتیجہ کو بقا ہے۔ جو آخرت میں ہر ایک سامنے ہوگا۔ مثال کے طور پر دنیا کا مال جو ہاتھ کا میل ہے آتا ہے اور جاتا ہے اگر اس کو آخرت کا سامان بنائیں وہاں کے لئے ذخیرہ کریں تو اس کے صلہ میں جو اجر و ثواب ملے گا اس کو بقا ہے۔ اس لئے عقل کا تقاضا ہے کہ دنیا کی ہر فانی شے کو انسان آخرت کے پہلو سے دیکھے، عاقبت کے نظریہ سے جانچے پرکھے اور بغور دیکھے کہ یہ اس کے حق میں ضرر رساں ہے یا نفع رساں، آخرت اس سے

بنتی ہے

یا

بگڑتی ہے

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۶ سے آگے

بہتیری۔ لیکن ماں ایک ہی ہے جس نے جنا ہے۔ ایک حدیث شاہد ہے کہ والدین کی خدمت کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا درجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تین آدمی بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں گھس گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ ایک پتھر اوپر سے گرا۔ اور غار کا دروازہ بند ہوگیا۔ ان تینوں نے مشورہ کے بعد یہ طے کیا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا نیک عمل یاد کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ کہ وہ ایک تہائی پتھر ہٹا دے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ اے اللہ ایک دن میں جنگل سے بکریاں لے کر دیر سے آیا تھا تو میرے والدین سو چکے تھے۔ میں دودھ لے کر ان کے سرہانے ساری رات کھڑا رہا۔ اور میرے بچے بلکتے رہے میں نے ان کو دودھ نہ دیا۔ اے اللہ اگر میرا یہ عمل تیرے ہاں مقبول ہے۔ تو ایک تہائی دروازہ کھول دے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک تہائی دروازہ کھل گیا۔ باپ پہلے اور اولاد بعد میں آتی ہے۔

اوّل تو ان چیزوں کی اطلاع نہیں۔ اگر ہو تو نفس اور شیطان آڑے آتے ہیں۔ اور کرنے نہیں دیتے۔ قرآن مجید نمبر اوّل ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے۔ نمبر دوئم ان کے مدارج بتلاتا ہے۔ نمبر سوئم ان کے حقوق کے ادا کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے۔ نمبر چہارم اگر ذوی الحقوق سے تعلق بگڑ جائے۔ تو اُس کو درست کرنے کا طریقہ بھی بتلاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ (ترجمہ۔ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے) کس کے .... نطفہ سے پیدا ہوئے ہو۔ اور کس کی محنت سے جوانی کو پہنچے ہو۔ والدین میں سے ماں کا ۳/۴ حق ہے۔ اور باپ کا ۱/۴ والدین

کے بعد بیوی آتی ہے۔ پھر اولاد اور بھائی بہن آتے ہیں۔ ان سب کے بعد دوست آتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ممتحن کا محرم راز ہو اور وہ اس سے معلوم کرکے کسی طالب علم کو پرچہ بتلا دے۔ پھر بھی اگر وہ طالب علم فیل ہو جائے۔ تو اس سے زیادہ بدقسمت کون ہو سکتا ہے۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محرم راز ہیں۔ اور آپؐ نے قیامت کے دن کے پرچے آؤٹ کر دیئے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان امتحان عمری میں فیل ہوکر جہنم میں جائے۔ تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس وقت تک دربار الٰہی سے نہ ہٹایا جائے گا۔ جب تک ان پانچ سوالات کا جواب نہ دے گا۔

۱۔ عمر کہاں خرچ کی تھی۔ ۲۔ جوانی کہاں خرچ کی تھی۔ ۳۔ کمایا کس ذریعہ سے تھا۔ ۴۔ خرچ کہاں کیا تھا ۵۔ جو مجموعہ ہدایت میں نے نازل کیا تھا۔ اس پر کیا عمل کرکے لائے ہو۔

یہ اقراء کتابک والی آیت کا ضمیمہ ہے۔ اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بیڑا پار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفا یاب ہوکر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۱۸ سے آگے

طرح تمام نیک اعمال و احکام سے تعاون کرتے ہوئے ہر مفید اسکیم کو کامیاب کریں۔ ریڈیو سے گانے بجانے کی بجائے اسلامی تاریخ، قرآنی درس، حدیث کا درس، ملکی خبریں، اور عالمی اطلاعات نشر ہوا کریں۔

ایک ماہ کے اندر اندر حالات بدل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ غیب سے ہماری مدد فرمائیں گے۔

وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

بقیہ اداریہ صہ ۲ سے آگے

جذبہ بھی کمزور ہو گیا جو اسلام کی خاطر تھا۔ دوسرے بد دینی سے نصرت الٰہیہ سے ہم محروم ہو گئے اب مادی برتری کا سوال ہے۔ جس کے پاس مادی ذرائع ہو گئے وہی دوسری مادی قوت پر غالب ہوگا چونکہ مسلمان اس میں پسماندہ ہیں۔ اس لئے ان میں برتری رکھنے والی طاقتوں پر بھروسہ کرنے کا رجحان پیدا ہو گیا۔ حالانکہ صحیح مرض اور علاج وہ ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

اب پاکستان کا نیا آئین بننے والا ہے جس کے سلسلہ میں ہمارے سربراہ مسلسل اسلام کا اعلان فرماتے ہیں۔ خدا کرے نیا آئین مغربی نقالی یورپی تہذیب، بے حیائی اور غیر شرعی قوانین کی موت کا اعلان ہو۔ پاکستان میں ارتداد بند ہو جائے۔ ہم میں اسلامی روح پیدا ہو۔ ہم اسلام کی برتری کے لئے جئیں اور مریں اسلام سے ہم میں یکجہتی بڑھے ہم دشمنوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنیں اور مسلمانوں کے لئے آنکھیں بچھائیں۔ نماز کا ترک قانوناً جرم ہو۔ اور پنجوقتہ نمازوں کے بعد ۹ کروڑ اہل توحید کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے اسلام کے بقا اور پاکستان کے استحکام کے لئے اُٹھتے رہیں۔ ہم میں اقتدار کی جنگ نہ ہو بلکہ سب ایک جان ہو کر باطل کے سامنے سینہ سپر ہوں۔ دیکھیں پھر وہ پہلا زمانہ لوٹ کر آتا ہے یا نہیں حکومت کارخانے بنائے، ہتھیار مہیا کرے۔ امن وامان اور دفاع کے فرائض انجام دے۔ تاجر، ملک کی اقتصادی حالت کا لحاظ رکھیں۔ کالجوں میں صرف عملی سائنس اور معلومات عامہ کا انتظام ہو۔ علماء کرام معاشرے کی اصلاح کریں۔ وہی علوم کو زندہ رکھنے اور اسلام کی اشاعت کی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اہل دفاتر ملک و مملکت پر رحم کر کے گورہ شاہی طریقے ختم کریں۔ حکام اپنے آپ کو عوام کا خادم سمجھیں۔ عوام پُرامن شہری کی

(باقی صفحہ ... پر)

بقیہ صرف آٹھ مسئلے (بچوں کا صفحہ)
صہ ۱۹ سے آگے

ہیں۔ عیب جوئی کرتے ہیں۔ بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور یہ سب کا سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر حسد آتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد دیکھا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (الآیہ) (زخرف ع ۳) "دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے۔ اور (اس تقسیم میں) ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دے رکھی ہے تاکہ (اس کی وجہ سے) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (سب کے سب برابر ایک ہی نمونہ کے بن جائیں تو پھر کوئی کسی کا کام کیوں کرے، کیوں نوکری کرے اور اس سے دنیا کا نظام خراب ہو ہی جائے گا) میں نے اس آیۃ شریفہ کی وجہ سے حسد کرنا چھوڑ دیا۔ ساری مخلوق سے بے تعلق ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے وہ جس کے حصہ میں جتنا چاہے گا، لگائے گا۔ اس لئے لوگوں کی عداوت چھوڑ دی اور سمجھ لیا کہ کسی کے پاس مال کے زیادہ یا کم ہونے میں ان کے فعل کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ یہ تو مالک الملک کی طرف سے ہے۔ اس لئے اب کسی پر غصہ نہیں آتا۔

۶۔ میں نے دنیا میں دیکھا کہ تقریباً ہر شخص کی کسی نہ کسی سے لڑائی ہے۔ کسی نہ کسی سے دشمنی ہے میں نے غور کیا تو دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ (فاطر ع ۱) "شیطان بے شبہ تمہارا دشمن ہے۔ پس اس کے ساتھ دشمنی ہی رکھو۔ (اس کو دوست نہ بناؤ) پس میں نے اپنی دشمنی کے لئے اُسی کو چُن لیا اور اس سے دُور رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں اس لئے کہ جب حق تعالیٰ نے اُس کے دشمن ہونے کو فرما دیا تو میں نے اُس کے علاوہ ہر ایک سے اپنی دشمنی ہٹا لی۔

۷۔ میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق روٹی کی طلب میں لگ رہی ہے۔ اسی کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے اور ناجائز چیزیں اختیار کرتی ہے پھر میں نے دیکھا تو اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود ع ۱) "اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمّہ نہ ہو" میں نے دیکھا کہ میں بھی انہیں زمین پر چلنے والوں میں سے ایک ہوں، جن کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے پس میں نے اپنے اوقات ان چیزوں میں مشغول کر لئے جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اُس سے اپنے اوقات کو فارغ کر لیا۔

۸۔ میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کا اعتماد اور بھروسہ کسی خاص ایسی چیز پر ہے جو خود مخلوق ہے کوئی اپنی جائداد پر بھروسہ کرتا ہے، کوئی اپنی تجارت پر، کوئی اپنی دستکاری پر، کوئی ملازمت پر، کوئی اپنے بدن کی صحت و قوت پر (کہ جب چاہے اور جس طرح چاہے کما لوں گا) غرض ساری مخلوق ایسی چیزوں پر اعتماد کئے ہوئے ہے جو اُن کی طرح خود مخلوق ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (طلاق ع ۱) "جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل (اور اعتماد) کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے" اس لئے میں نے بس اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کر لیا۔

حضرت شفیق نے فرمایا کہ حاتم تمہیں حق تعالیٰ شانہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن عظیم کے علوم کو دیکھا میں نے سارے خیر کے کام ان ہی آٹھ مسائل کے اندر پاتے۔

پس جو ان آٹھوں پر عمل کرلے اُس نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی چاروں کتابوں کے مضامین پر عمل کر لیا۔